قرآنیات

البیان

جاوید احمد غامدی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

سورة الشعراء

(۳)

(گذشتہ سے پیوستہ)

كَذَّبَتْ قَوْمُ نُوْحِ ِۨالْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٠٥﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ نُوْحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٠٦﴾
اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٠٧﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٠٨﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ

نوح کی قوم نے بھی اِسی طرح رسولوں کو جھٹلا دیا[147]، جب اُن کے بھائی[148] نوح نے اُن سے کہا: کیا تم ڈرتے نہیں ہو[149]؟ میں تمھارے لیے ایک رسول امین ہوں[150]، اِس لیے اللہ سے ڈرو

۱۴۷۔ اُنھوں نے ایک ہی رسول کو جھٹلایا تھا، مگر کوئی رسول بھی یہ دعوت اُن کے سامنے پیش کرتا تو وہ اُس کے ساتھ وہی معاملہ کرتے جو اُنھوں نے نوح علیہ السلام کے ساتھ کیا۔ آیت میں 'مُرْسَلِيْن' کا لفظ اِسی بنا پر جمع استعمال ہوا ہے۔ اِس سے جرم کی سنگینی اور شدت ظاہر ہوتی ہے کہ اُنھوں نے جب ایک رسول کو جھٹلایا تو گویا سب کو جھٹلا دیا۔

۱۴۸۔ نوح علیہ السلام اُن کے لیے کوئی اجنبی شخص نہیں تھے کہ وہ اُن کی زندگی اور احوال سے واقف نہ ہوں اور اُنھیں جھوٹا اور مفتری قرار دے کر اُن کی دعوت کو رد کر دیں۔ وہ اُن کی قوم کے ایک فرد اور اُن کے بھائی تھے۔ یہ حوالہ اِسی حقیقت کی طرف توجہ دلانے کے لیے دیا گیا ہے۔

۱۴۹۔ یعنی اُس انجام سے ڈرتے نہیں ہو جو خدا سے سرکشی کے نتیجے میں تمھارا منتظر ہے؟

مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿١٠٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿١١٠﴾
قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿١١١﴾ قَالَ وَمَا عِلْمِیْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿١١٢﴾
اِنْ حِسَابُهُمْ اِلَّا عَلٰی رَبِّیْ لَوْ تَشْعُرُوْنَ ﴿١١٣﴾ وَمَآ اَنَا بِطَارِدِ الْمُؤْمِنِیْنَ ﴿١١٤﴾ اِنْ
اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ مُّبِیْنٌ ﴿١١٥﴾

اور میری بات مانو۔ میں اِس پر تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا۔ میرا صلہ تو رب العٰلمین کے ذمے ہے، سو اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو۔ اُنھوں نے جواب دیا: کیا ہم تمھیں مان لیں، دراں حالیکہ تمھاری پیروی تو رذیلوں نے اختیار کر رکھی ہے[151]؟ نوح نے کہا: مجھے کیا معلوم جو وہ کرتے رہے ہیں؟ اُن کا حساب میرے رب کے ذمے ہے، اگر تم سمجھنا چاہو[152]۔ (اِس وقت تو وہ آگے بڑھ کر مجھ پر ایمان لے آئے ہیں) اور میں اِن اہل ایمان کو، (تمھاری خوشنودی کے لیے)، دھتکارنے والا نہیں ہوں۔ میں تو صرف ایک کھلا ہوا خبردار کرنے والا ہوں[153]۔ ۱۰۵-۱۱۵

۱۵۰۔ لفظ 'اَمِیْن' سے اِس بات کا اظہار مقصود ہے کہ میں کوئی مفتری نہیں ہوں، بلکہ خدا کا رسول ہوں اور جو امانت میرے سپرد کی گئی ہے، اُسے پوری دیانت داری کے ساتھ تمھیں پہنچا رہا ہوں۔

۱۵۱۔ یہ معارضہ اِس بات کی دلیل ہے کہ نوح علیہ السلام کی دعوت کی تردید میں اُن کی قوم کے متمردین کے پاس کہنے کے لیے کچھ نہیں تھا۔ چنانچہ اپنی رعونت کی تسکین کے لیے اُنھوں نے یہ بہانہ ڈھونڈ لیا۔ اِس سے اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ اخلاقی لحاظ سے وہ کس پستی میں گر چکے تھے۔ قرآن کے دوسرے مقامات سے معلوم ہوتا ہے کہ جنھیں یہ ماجرا سنایا جا رہا ہے، اُن کا حال بھی یہی تھا اور وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کے جواب میں یہی کہتے تھے کہ ہم اشراف مکہ اِن اراذل و انفار کے ساتھ کیسے بیٹھ سکتے ہیں جو ایمان لا کر تمھارے ساتھی بن گئے ہیں؟

۱۵۲۔ یہ نہایت بلیغ جواب ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اِس سے پہلے اُن کے کام رذیلوں کے تھے یا شریفوں کے، مجھے اِس سے کوئی غرض نہیں ہے۔ یہ اُن کا ماضی ہے اور اِس کا حساب اُن کے پروردگار کے ذمے ہے۔ میں تو اُن کے حاضر کو دیکھ رہا ہوں اور وہ یہ ہے کہ اُنھوں نے حق کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا ہے، جب کہ تم اُس کا انکار کر رہے ہو، اور آدمی کی شرافت اور رذالت کا انحصار تو اُس کے رویے اور عمل و کردار ہی پر ہوتا ہے۔

۱۵۳۔ یعنی میرا کام انذار ہے اور میں نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی ہے۔ مجھے ایمان و اسلام کے لیے

قَالُوْا لَىِٕنْ لَّمْ تَنْتَهِ يٰنُوْحُ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الْمَرْجُوْمِيْنَ ﴿١١٦﴾
قَالَ رَبِّ اِنَّ قَوْمِيْ كَذَّبُوْنِ ﴿١١٧﴾ فَافْتَحْ بَيْنِيْ وَبَيْنَهُمْ فَتْحًا وَّنَجِّنِيْ وَمَنْ
مَّعِيَ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿١١٨﴾ فَاَنْجَيْنٰهُ وَمَنْ مَّعَهٗ فِي الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنِ ﴿١١٩﴾ ثُمَّ
اَغْرَقْنَا بَعْدُ الْبٰقِيْنَ ﴿١٢٠﴾
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٢١﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ
الرَّحِيْمُ ﴿١٢٢﴾

اِس پر وہ بولے: اے نوح، اگر تم باز نہ آئے تو ضرور سنگ سار کر دیے جاؤ گے[154]۔ ۱۱۶

(بالآخر) نوح نے دعا کی کہ میرے پروردگار، میری قوم نے مجھے جھٹلا دیا ہے، اِس لیے تو اب میرے اور اُن کے درمیان قطعی فیصلہ فرما دے[155] اور مجھے اور میرے ساتھ جو اہل ایمان ہیں، اُنھیں نجات عطا فرما۔ چنانچہ اُس کو اور اُس کے ساتھیوں کو ہم نے بھری ہوئی کشتی[156] میں بچا لیا اور باقی سب لوگوں کو اُس کے بعد ہم نے غرق کر دیا۔ ۱۱۷-۱۲۰

اِس میں، یقیناً بہت بڑی نشانی ہے، لیکن اِن میں سے اکثر ماننے والے نہیں ہیں۔ اور تیرا پروردگار، اِس میں کچھ شک نہیں کہ وہ زبردست بھی ہے اور نہایت مہربان بھی[157]۔ ۱۲۱-۱۲۲

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

تمھاری شرائط سننے کے لیے نہیں بھیجا گیا۔ لہٰذا نہیں مانتے ہو تو اِس کی ذمہ داری تمھی پر ہے۔ میں اِس کے لیے مسئول نہیں ہوں۔

۱۵۴۔ یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ اِس طرح کی دھمکی وہ پہلے بھی دیتے رہے تھے، لیکن حضرت نوح نے اِس کی کوئی پروا نہیں کی۔ چنانچہ اُنھوں نے پورے زور کے ساتھ کہا کہ اِسے محض دھمکی نہ سمجھو، اب ہم یہ لازماً کر گزریں گے۔

۱۵۵۔ یہ اُسی فیصلے کا ذکر ہے جو رسولوں کی طرف سے اتمام حجت کے بعد اُن کی قوموں کے لیے صادر ہوتا ہے اور جس کے نتیجے میں حق کو واضح فتح حاصل ہو جاتی ہے۔

۱۵۶۔ اِسے بھری ہوئی اِس لیے کہا ہے کہ اِس میں وہ سب چیزیں رکھ لی گئی تھیں جنھیں بچانا مقصود تھا۔

۱۵۷۔ یہ وہی ترجیع ہے جو اِس سے پہلے گزر چکی ہے۔

كَذَّبَتْ عَادُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿١٢٣﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ هُوْدٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿١٢٤﴾ اِنِّيْ
لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿١٢٥﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٢٦﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ
مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰي رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿١٢٧﴾
اَتَبْنُوْنَ بِكُلِّ رِيْعٍ اٰيَةً تَعْبَثُوْنَ ﴿١٢٨﴾ وَتَتَّخِذُوْنَ مَصَانِعَ لَعَلَّكُمْ
تَخْلُدُوْنَ ﴿١٢٩﴾ وَاِذَا بَطَشْتُمْ بَطَشْتُمْ جَبَّارِيْنَ ﴿١٣٠﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٣١﴾

اِسی طرح عاد[١٥٨] نے رسولوں کو جھٹلا دیا[١٥٩]، جب اُن کے بھائی ہود نے اُن سے کہا: کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ میں تمھارے لیے ایک رسول امین ہوں۔ اِس لیے اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو۔ میں اِس پر تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا۔ میرا صلہ تو اللہ رب العٰلمین کے ذمے ہے[١٦٠]۔ ۱۲۳-۱۲۷

(یہ تمھارا کیا حال ہے)؟ کیا ہر اونچی زمین پر تم اِسی طرح لاحاصل یادگاریں بناتے رہو گے؟ اور اِسی طرح بڑے بڑے محل تعمیر کرتے رہو گے، گویا تمھیں ہمیشہ رہنا ہے[١٦١]؟ اور جب کسی پر

۱۵۸۔ عاد عرب کی قدیم ترین قوم ہے۔ یہ سامی نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ اِن کا مسکن احقاف کا علاقہ تھا جو حجاز، یمن اور یمامہ کے درمیان الربع الخالی کے جنوب مغرب میں واقع ہے۔ عرب کے لٹریچر میں یہ اپنی قدامت کے لیے بھی ضرب المثل ہیں اور اپنی قوت و شوکت کے لیے بھی۔ حضرت ہود اِنھی کے ایک فرد تھے جنھیں رسول کی حیثیت سے اِن کی طرف مبعوث کیا گیا۔

۱۵۹۔ ایک رسول کے جھٹلانے کو تمام رسولوں کے جھٹلانے سے تعبیر کرنے کی وجہ اوپر آیت ۱۰۵ کے تحت بیان ہو چکی ہے۔

۱۶۰۔ مطلب یہ ہے کہ خدا کے بندو، میری بات تو سنو۔ میں جو کچھ تمھیں دے رہا ہوں، بالکل مفت دے رہا ہوں۔ میں نے اِس پر کوئی معاوضہ نہیں مانگ لیا ہے جو تم پر گراں گزرا ہے اور تم اُس سے گریز و فرار کے راستے تلاش کر رہے ہو۔

۱۶۱۔ اصل الفاظ ہیں: 'لَعَلَّكُمْ تَخْلُدُوْنَ'۔ اِن میں 'لَعَلَّكُمْ'، 'گویا کہ' کے مفہوم میں ہے اور فصیح عربی میں یہ اِس مفہوم میں بھی آتا ہے۔ آیت میں جس رویے کی مذمت کی گئی ہے، وہ اِن الفاظ سے اور اوپر

www.javedahmadghamidi.com

وَاتَّقُوا الَّذِیۡۤ اَمَدَّکُمۡ بِمَا تَعۡلَمُوۡنَ ﴿۱۳۲﴾ۚ اَمَدَّکُمۡ بِاَنۡعَامٍ وَّبَنِیۡنَ ﴿۱۳۳﴾ۚۙ وَجَنّٰتٍ
وَّعُیُوۡنٍ ﴿۱۳۴﴾ۚ اِنِّیۡۤ اَخَافُ عَلَیۡکُمۡ عَذَابَ یَوۡمٍ عَظِیۡمٍ ﴿۱۳۵﴾ؕ
قَالُوۡا سَوَآءٌ عَلَیۡنَاۤ اَوَعَظۡتَ اَمۡ لَمۡ تَکُنۡ مِّنَ الۡوٰعِظِیۡنَ ﴿۱۳۶﴾ۙ اِنۡ ہٰذَاۤ اِلَّا

ہاتھ ڈالو گے تو جبار بن کر ڈالو گے [۱۶۲]؟ سو اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو۔ اُس سے ڈرو، جس نے تمھیں وہ چیزیں عطا فرمائی ہیں جنھیں تم خوب جانتے ہو۔ اُس نے تمھیں جانور، بیٹے، باغ اور چشمے عطا فرمائے ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ (تمھارے کرتوتوں کی وجہ سے) میں تم پر ایک ہول ناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں [۱۶۳]۔ ۱۲۸-۱۳۵

اُنھوں نے جواب دیا: ہمارے لیے یکساں ہے، خواہ تم نصیحت کرو یا نصیحت کرنے والے نہ بنو۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

’تَعۡبَثُوۡنَ‘ کے لفظ سے واضح ہو جاتا ہے۔ یعنی خدا اور آخرت پر ایمان کے تقاضوں کو بھول کر اور کسی تمدنی، سماجی، معاشی اور معاشرتی ضرورت کے بغیر عمارتیں تعمیر کرنا جس کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ غریبوں کے پاس سر چھپانے کے لیے جھونپڑے بھی نہیں ہوتے اور خشت و آہن کے فلک بوس منار شب و روز خدا کی زمین پر بلند ہوتے رہتے ہیں، جن میں نمایش اور تفاخر کے سوا کوئی چیز پیش نظر نہیں ہوتی۔ یہ رویہ انفرادی زندگی میں ہو یا اجتماعی زندگی میں، بہر حال قابل مذمت اور اس بات کی علامت ہے کہ تمدن کا مزاج بالکل فاسد ہو چکا ہے۔ کسی صالح تمدن میں حاجیات و ضروریات ہمیشہ کمالیات و تعیشات پر مقدم ہوتی ہیں اور معاشرے کے تمام طبقات نہایت متوازن طریقے پر تعمیر و ترقی کے کاموں سے مستفید ہوتے ہیں۔

۱۶۲۔ یعنی جنگ کرو گے تو کسی شر و فساد اور ظلم و عدوان کے استیصال کے لیے نہیں، بلکہ اپنی قوت و صولت کے مظاہرے اور دوسروں کو مغلوب و محکوم بنانے کے لیے کرو گے۔ یہ، ظاہر ہے کہ صریح فساد فی الارض ہے جس کا ارتکاب خدا سے ڈرنے والے کبھی نہیں کر سکتے۔

۱۶۳۔ نہایت دل سوزی اور دردمندی کے ساتھ تذکیر و نصیحت اور خدا کے بے پایاں افضال و عنایات کی طرف توجہ دلانے کے بعد یہ آخر میں ہود علیہ السلام نے متنبہ کیا ہے کہ میں تمھارے سروں پر ایک ہول ناک عذاب کو منڈلاتے ہوئے دیکھ رہا ہوں، اِس لیے کہ اتمام حجت کے بعد یہ عذاب لازماً آجاتا ہے۔

خُلُقُ الْاَوَّلِيْنَ ﴿۱۳۷﴾ وَمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۱۳۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَهْلَكْنٰهُمْ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ
لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۳۹﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۴۰﴾
كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۴۱﴾ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ صٰلِحٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۴۲﴾
اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۴۳﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۴۴﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُكُمْ عَلَيْهِ
مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۴۵﴾

کچھ نہیں، (تم جو باتیں کر رہے ہو)، یہی عادت اگلوں کی بھی رہی ہے۔ (یہ محض تمھارے ڈراوے ہیں)، ہم پر ہرگز کوئی عذاب آنے والا نہیں ہے[۱۶۴]۔ بالآخر اُنھوں نے اُس کو جھٹلا دیا، پھر ہم نے بھی اُنھیں ہلاک کر ڈالا۔ اِس میں یقیناً بہت بڑی نشانی ہے، لیکن اِن میں سے اکثر ماننے والے نہیں ہیں۔ اور تیرا پروردگار، اِس میں کچھ شک نہیں کہ وہ زبردست بھی ہے اور نہایت مہربان بھی[۱۶۵]۔ ۱۳۶-۱۴۰

ثمود[۱۶۶] نے بھی رسولوں کو جھٹلا دیا، جب اُن کے بھائی صالح نے اُن سے کہا: کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ میں تمھارے لیے ایک رسول امین ہوں، اِس لیے اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو۔ میں اِس پر تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا۔ میرا صلہ تو اللہ رب العٰلمین کے ذمے ہے۔ ۱۴۱-۱۴۵

۱۶۴۔ ہود علیہ السلام کی دردمندانہ اپیل کے جواب میں آخری درجے کی قساوت ہے جس کا اظہار اِن استہزائیہ جملوں میں ہوا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اپنے گھر بیٹھو، ہمیں تمھاری نصیحتوں کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ مذہب و اخلاق کے علم بردار اِس سے پہلے بھی اِسی طرح عذاب کی دھمکیاں دیتے رہے ہیں، لیکن یہ دھمکیاں نہ پہلے کبھی پوری ہوئی ہیں، نہ اب پوری ہوں گی۔

۱۶۵۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی اور آپ کے مخاطبین کی تہدید و وعید کے لیے یہ سلسلۂ کلام بھی حسب سابق ترجیع پر ختم ہوا ہے۔

۱۶۶۔ یہ عاد کے بقایا میں سے ہیں۔ اِسی بنا پر اِنھیں عاد ثانی بھی کہا جاتا ہے۔ عرب کی قدیم اقوام میں سے یہ دوسری قوم ہے جس نے عاد کے بعد غیر معمولی شہرت حاصل کی۔ اِن کا مسکن شمال مغربی عرب کا وہ علاقہ ہے جسے الحجر کہا جاتا ہے۔

www.al-mawrid.org www.javedahmadghamidi.com

اَتُتْرَكُوْنَ فِيْ مَا هٰهُنَآ اٰمِنِيْنَ ﴿١٤٦﴾ فِيْ جَنّٰتٍ وَّعُيُوْنٍ ﴿١٤٧﴾ وَّزُرُوْعٍ وَّنَخْلٍ
طَلْعُهَا هَضِيْمٌ ﴿١٤٨﴾ وَتَنْحِتُوْنَ مِنَ الْجِبَالِ بُيُوْتًا فٰرِهِيْنَ ﴿١٤٩﴾ فَاتَّقُوا اللّٰهَ
وَاَطِيْعُوْنِ ﴿١٥٠﴾ وَلَا تُطِيْعُوْٓا اَمْرَ الْمُسْرِفِيْنَ ﴿١٥١﴾ الَّذِيْنَ يُفْسِدُوْنَ فِي الْاَرْضِ

(تمھارا کیا خیال ہے)، کیا تم اِنھی نعمتوں میں اطمینان کے ساتھ رہنے دیے جاؤ گے جو یہاں (تم کو میسر) ہیں؟ باغوں اور چشموں اور کھیتوں میں، اور کھجوروں میں جن کے خوشے آپس میں گتھے ہوئے ہوتے ہیں[167]؟ اور پہاڑوں کو کھود کر (اِسی طرح) فخر جتاتے، خوش خوش گھر بناتے رہو گے[168]؟ سو اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو اور اُن حد سے گزر جانے والوں کی بات نہ مانو جو زمین میں

۱۶۷۔ یہ اُس خوش حالی اور رفاہیت کا بیان ہے جو خدا نے اِس قوم کو عطا کر رکھی تھی اور دنیا کی اکثر قوموں کی طرح یہی خوش حالی اور رفاہیت اِس کی غفلت، سرکشی اور خدا سے بے نیازی کا باعث بن گئی تھی۔ اِس کے لیے باغ کے اجزا مستعار لیے گئے ہیں اور یہ وہی باغ ہے جسے عرب پسند کرتے تھے کہ اُس میں انار اور انگور ہوں، اُس کے نیچے نہر بہتی ہو، بیچ میں کھیتی کی چیزیں اگائی گئی ہوں اور کنارے کنارے کھجور کے بلند و بالا درخت باڑ کی صورت میں لگے ہوئے ہوں۔ صالح علیہ السلام نے اِسی باغ و بہار کی طرف توجہ دلا کر فرمایا ہے کہ کیا یہ خیال کرتے ہو کہ تمھارا یہ عیش دائمی اور ابدی ہے، اِس پر کبھی زوال نہ آئے گا، تم اِسی طرح چھوڑ دیے جاؤ گے اور جس پروردگار نے یہ سب تمھیں عطا فرمایا ہے، وہ کبھی اِس کا حساب تم سے نہ مانگے گا؟ استاذ امام لکھتے ہیں:

> ”... ہر نعمت منعم کی شکر گزاری کا حق واجب کرتی ہے اور اِس شکر گزاری کا لازمی تقاضا یہ ہے کہ وہ برابر چوکنا رہے کہ مبادا کسی نعمت کا حق ادا کرنے میں کوئی کوتاہی ہو جائے۔ نعمت کسی کا حق نہیں، بلکہ منعم کی طرف سے ایک امانت ہے۔ اِس وجہ سے جس کی تحویل میں جتنی ہی زیادہ امانت ہو، اُس کو اتنا ہی زیادہ فکر مند اور بیدار رہنا چاہیے۔ اگر کوئی شخص نعمت پا کر نچنت ہو کر سو رہے کہ یہ نعمت اُس کا حق ہے اور وہ اِس میں عیش کرنے کے لیے پیدا ہوا ہے تو وہ نہایت احمق ہے۔“ (تدبر قرآن ۵/ ۵۴۲)

۱۶۸۔ پہاڑوں کو تراش کر گھر بنانے کے فن میں یہ لوگ جس کمال کو پہنچے ہوئے تھے، اُس کے آثار آج بھی مدائن صالح میں موجود ہیں۔ یہ آثار ہزاروں ایکڑ کے رقبے میں پھیلے ہوئے ہیں اور کم و بیش ویسے ہی ہیں، جیسے ہندوستان میں ایلورا، اجنتا اور بعض دوسرے مقامات میں پائے جاتے ہیں۔

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

وَلَا يُصۡلِحُوۡنَ ﴿۱۵۲﴾
قَالُوۡۤا اِنَّمَاۤ اَنۡتَ مِنَ الۡمُسَحَّرِيۡنَ ﴿۱۵۳﴾ۚ مَاۤ اَنۡتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ۚۖ فَاۡتِ بِاٰيَةٍ
اِنۡ كُنۡتَ مِنَ الصّٰدِقِيۡنَ ﴿۱۵۴﴾
قَالَ هٰذِهٖ نَاقَةٌ لَّهَا شِرۡبٌ وَّلَكُمۡ شِرۡبُ يَوۡمٍ مَّعۡلُوۡمٍ ﴿۱۵۵﴾ۚ وَلَا تَمَسُّوۡهَا
بِسُوۡٓءٍ فَيَاۡخُذَكُمۡ عَذَابُ يَوۡمٍ عَظِيۡمٍ ﴿۱۵۶﴾ فَعَقَرُوۡهَا فَاَصۡبَحُوۡا نٰدِمِيۡنَ ﴿۱۵۷﴾ۙ

فساد برپا کرتے ہیں[۱۶۹]، اُس کی اصلاح نہیں کرتے[۱۷۰]۔ ۱۴۶-۱۵۲

وہ بولے: کچھ نہیں، تم پر تو کسی نے بری طرح جادو کر دیا ہے (جس سے تمھاری عقل ماری گئی ہے)۔ تم ہماری طرح کے ایک آدمی ہی ہو، اِس لیے کوئی نشانی لاؤ، اگر تم سچے ہو۔ ۱۵۳-۱۵۴

صالح نے کہا: یہ ایک اونٹنی ہے[۱۷۱]۔ ایک دن پانی پینے کی باری اِس کی ہے اور ایک مقرر دن کی باری تمھارے لیے ہے[۱۷۲]۔ اور (سنو)، اِس کو کسی برے ارادے سے ہاتھ نہ لگانا، ورنہ ایک ہول ناک دن

آیت میں 'فٰرِهِيۡنَ' کا لفظ بھی قابل توجہ ہے۔ یہ اُسی ذہنیت کے ایک دوسرے پہلو کو نمایاں کرتا ہے جو اوپر لفظ 'اٰمِنِيۡنَ' سے واضح ہوتی ہے۔ یعنی احساس تفاخر سے مگن اور اپنے طرز عمل کے نتائج و عواقب سے بالکل بے پروا۔ درحقیقت یہی وہ چیز ہے جو تعمیر و ترقی کو معاشرے اور تمدن کے لیے ناسور بنا دیتی ہے۔ ورنہ مادی ترقی کوئی جرم نہیں ہے اور نہ فلک بوس عمارتیں بنانا لازماً کسی فساد کی نشانی ہے۔ یہ صحیح وقت پر بنائی جائیں تو سیدنا سلیمان علیہ السلام کے 'صَرۡحٌ مُّمَرَّدٌ مِّنۡ قَوَارِيۡرَ' کی طرح حق و باطل میں امتیاز اور معرفت الٰہی کا ذریعہ بن جاتی ہیں۔

۱۶۹۔ اِس سے مراد وہی رویہ ہے جو پیچھے 'اِذَا بَطَشۡتُمۡ بَطَشۡتُمۡ جَبَّارِيۡنَ' کے الفاظ میں بیان ہوا ہے۔

۱۷۰۔ یعنی اُس میں لوگوں کو بھلائی کی تلقین نہیں کرتے اور نہ دوسروں کی حق تلفی اور اُن پر تعدی سے اُنھیں روکتے ہیں۔ یہ وہی تقاضا ہے جسے قرآن امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے تعبیر کرتا ہے۔

۱۷۱۔ یعنی ایک اونٹنی ہے جسے میں نے نامزد کر دیا ہے۔ دوسری جگہ وضاحت ہے کہ اُسے خدا کی نذر کر کے نامزد کیا گیا تھا۔

۱۷۲۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ جانوروں کو پانی پلانے کا گھاٹ ایک ہی تھا۔ چنانچہ اِس پابندی سے قوم

فَاَخَذَهُمُ الْعَذَابُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیَةً ؕ وَمَا کَانَ اَکْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۱۵۸﴾ وَاِنَّ
رَبَّکَ لَهُوَ الْعَزِیْزُ الرَّحِیْمُ ﴿۱۵۹﴾
کَذَّبَتْ قَوْمُ لُوْطِ ِۨالْمُرْسَلِیْنَ ﴿۱۶۰﴾ۚۖ اِذْ قَالَ لَهُمْ اَخُوْهُمْ لُوْطٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۶۱﴾ۚ

کا عذاب تمھیں آ پکڑے گا[۱۷۳]۔ اِس پر بھی اُنھوں نے اُس کی کوچیں کاٹ دیں[۱۷۴]، سو پچھتاتے رہ گئے اور بالآخر اُنھیں عذاب نے آلیا[۱۷۵]۔ اِس میں، یقیناً بہت بڑی نشانی ہے، لیکن اِن میں سے اکثر ماننے والے نہیں ہیں۔ اور تیرا پروردگار، اِس میں کچھ شک نہیں کہ وہ زبردست بھی ہے اور نہایت مہربان بھی[۱۷۶]۔ ۱۵۵-۱۵۹

لوط[۱۷۷] کی قوم نے بھی رسولوں کو جھٹلا دیا، جب کہ اُن کے بھائی لوط نے اُن سے کہا: کیا تم

www.javedahmadghamidi.com
www.al-mawrid.org

کے لیے نہایت سخت آزمایش پیدا ہو گئی۔

۱۷۳۔ مطلب یہ ہے کہ تمھارے لیے یہ خدا کے عذاب کی نشانی ہے۔ اِس کو گزند پہنچاؤ گے تو سمجھ لو کہ امان کی دیوار گر گئی۔ اِس کے بعد قہر الٰہی کے سیلاب کو کوئی چیز تمھاری بستیوں میں داخل ہونے سے روک نہ سکے گی۔

۱۷۴۔ اونٹنی کو مارنے کا جرم اگرچہ اُن کے ایک سرکش سردار نے کیا تھا، مگر قرآن نے اِسے پوری قوم کی طرف منسوب کیا ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ باقی متمردین بھی اِس پر راضی تھے۔

۱۷۵۔ یہ اونٹنی قوم کی سرکشی کو جانچنے کا ایک پیمانہ تھی۔ اِس کو مارنے سے واضح ہو گیا کہ یہ لوگ اب مزید کسی مہلت کے مستحق نہیں رہے۔ چنانچہ عذاب کا حکم صادر ہو گیا اور قوم عاد کی طرح یہ بھی زمین سے مٹا دیے گئے۔

۱۷۶۔ یہ وہی آیت ترجیع ہے جو اوپر گزر چکی ہے اور اِس کا موقع و محل بالکل واضح ہے۔

۱۷۷۔ حضرت لوط سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے بھتیجے تھے۔ اُن کی قوم اُس علاقے میں رہتی تھی جو شام کے جنوب میں عراق و فلسطین کے درمیان واقع ہے اور آج کل شرق اردن کہلاتا ہے۔ بائیبل میں اُن کے سب سے بڑے شہر کا نام سدوم بتایا گیا ہے۔ لوط علیہ السلام کا تعلق اُس قوم کے ساتھ وہی تھا جو حضرت موسیٰ کا قوم فرعون کے ساتھ تھا۔ اُن کی بیوی کا ذکر آگے جس اسلوب میں ہوا ہے، اُس سے اشارہ نکلتا ہے کہ اُن کی شادی اُسی قوم کے اندر ہوئی تھی اور اِس لحاظ سے وہ اُنھی کے ایک فرد بن چکے تھے۔

اِنِّیْ لَکُمْ رَسُوْلٌ اَمِیْنٌ ﴿۱۶۲﴾ فَاتَّقُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوْنِ ﴿۱۶۳﴾ وَمَآ اَسْـَٔلُکُمْ عَلَیْہِ
مِنْ اَجْرٍ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلٰی رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۴﴾
اَتَاْتُوْنَ الذُّکْرَانَ مِنَ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۶۵﴾ وَتَذَرُوْنَ مَا خَلَقَ لَکُمْ رَبُّکُمْ
مِّنْ اَزْوَاجِکُمْ بَلْ اَنْتُمْ قَوْمٌ عٰدُوْنَ ﴿۱۶۶﴾
قَالُوْا لَئِنْ لَّمْ تَنْتَهِ یٰلُوْطُ لَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْمُخْرَجِیْنَ ﴿۱۶۷﴾

ڈرتے نہیں ہو؟ میں تمھارے لیے ایک رسول امین ہوں، اِس لیے اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو۔ میں اِس پر تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا۔ میرا صلہ تو اللہ رب العٰلمین کے ذمے ہے۔ ۱۶۰-۱۶۴

(خدا کے بندو)، کیا تم (شہوت رانی کے لیے) دنیا کے لوگوں میں سے مردوں کے پاس جاتے ہو اور تمھارے پروردگار نے تمھارے لیے جو تمھاری بیویاں پیدا کی ہیں، اُنھیں چھوڑ دیتے ہو[۱۷۸]؟ نہیں، (یہ کوئی چھوٹی بات نہیں ہے)، بلکہ تم ایسے لوگ ہو جو حد سے گزر گئے ہو۔ ۱۶۵-۱۶۶

وہ بولے کہ اے لوط، اگر تم (ایسی باتوں سے) باز نہ آئے تو یہاں سے لازماً نکال باہر کیے جاؤ گے[۱۷۹]۔ ۱۶۷

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

۱۷۸۔ یہ استفہام اظہار نفرت و کراہت کے لیے ہے۔ مطلب یہ ہے کہ خدا نے اِس مقصد کے لیے زن و مرد کے جوڑے پیدا کیے تھے۔ تم عورتوں کو چھوڑ کر کس اوندھی فطرت کا مظاہرہ کر رہے ہو۔ پھر لڑکے تو لڑکے، تمھارے مرد تک اِسی لعنت میں گرفتار ہیں۔ یہ کیسا فساد طبیعت ہے جس نے تمھیں اِس مرض خبیث میں مبتلا کر دیا ہے؟ اِس نفرت و کراہت اور اظہار تعجب کی وجہ یہ ہے کہ زنا اپنے تمام مفاسد کے باوجود نفس انسانی کی بنیادی ترکیب میں کوئی خلل پیدا نہیں کرتا، لیکن یہ بیماری لاحق ہو جائے تو اِس ترکیب میں خلل عظیم پیدا کر دیتی ہے۔

۱۷۹۔ یہ الفاظ بتا رہے ہیں کہ اِس طرح کی دھمکی وہ پہلے بھی دیتے رہے تھے، لیکن اب اُنھوں نے دوٹوک فیصلہ سنا دیا کہ اپنی زبان بند رکھو، ورنہ ہم جو کچھ کہتے رہے ہیں، وہ کر گزریں گے۔

قَالَ اِنِّیۡ لِعَمَلِکُمۡ مِّنَ الۡقَالِیۡنَ ﴿۱۶۸﴾ رَبِّ نَجِّنِیۡ وَاَہۡلِیۡ مِمَّا یَعۡمَلُوۡنَ ﴿۱۶۹﴾
فَنَجَّیۡنٰہُ وَاَہۡلَہٗۤ اَجۡمَعِیۡنَ ﴿۱۷۰﴾ اِلَّا عَجُوۡزًا فِی الۡغٰبِرِیۡنَ ﴿۱۷۱﴾ ثُمَّ دَمَّرۡنَا الۡاٰخَرِیۡنَ ﴿۱۷۲﴾
وَاَمۡطَرۡنَا عَلَیۡہِمۡ مَّطَرًا ۚ فَسَآءَ مَطَرُ الۡمُنۡذَرِیۡنَ ﴿۱۷۳﴾

لوط نے جواب دیا: (کوئی پروا نہیں)، میں تمھارے اِس عمل سے سخت بے زار لوگوں میں سے ہوں[۱۸۰]۔ (تب اُس نے دعا کی): میرے پروردگار، تو مجھے اور میرے گھر والوں کو اُس عمل کے انجام[۱۸۱] سے نجات عطا فرما جو یہ کر رہے ہیں[۱۸۲]۔ سو ہم نے اُسے اور اُس کے سب گھر والوں کو نجات دی، ایک بڑھیا کے سوا[۱۸۳] جو پیچھے رہنے والوں میں رہ گئی۔ پھر (اُس کو اور) باقی سب لوگوں کو ہم نے ہلاک کر مارا اور اُن پر (پتھروں کی) ہول ناک بارش برسا دی[۱۸۴]۔ تو کیا ہی بری بارش تھی جو اُن پر برسائی گئی جنھیں خبردار کر دیا گیا تھا۔ ۱۶۸-۱۷۳

www.javedahmadghamidi.com www.al-mawrid.org

۱۸۰۔ یعنی اُن لوگوں میں سے ہوں جن کی فطرت سلیم اور عقل مستقیم ہے اور جو ایسی چیزوں سے بے زار ہی ہوا کرتے ہیں۔

۱۸۱۔ اِس جملے میں ایک مضاف عربیت کے قاعدے سے محذوف ہے، یعنی 'من عقوبة ما یعملون'۔ یہ اُسی کا ترجمہ ہے۔

۱۸۲۔ اِس طرح کی دعا اُسی وقت پیغمبر کی زبان پر آتی ہے، جب سنت الٰہی کے مطابق اُس کی قوم پر عذاب کا فیصلہ ہو جاتا ہے۔

۱۸۳۔ یہ تحقیر کا اسلوب ہے اور اِس سے حضرت لوط کی بیوی مراد ہے جو اُن پر ایمان لانے کے لیے تیار نہیں ہوئی۔

۱۸۴۔ سورۂ ہود میں تصریح ہے کہ یہ پتھروں کی بارش تھی۔ اِس تباہی کے آثار ان کے علاقے میں آج تک نمایاں ہیں۔ یہ علاقہ، جیسا کہ اوپر بیان ہوا، بحر لوط (بحیرۂ مردار) کے مشرق اور جنوب میں واقع ہے اور خاص اِس کے جنوبی علاقے کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ یہاں اِس درجہ ویرانی پائی جاتی ہے جس کی نظیر روے زمین پر کہیں اور نہیں دیکھی گئی۔

اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ؕ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۱۷۴﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ
الْعَزِيْزُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۷۵﴾

كَذَّبَ اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ الْمُرْسَلِيْنَ ﴿۱۷۶﴾ۚۖ اِذْ قَالَ لَهُمْ شُعَيْبٌ اَلَا تَتَّقُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ۚ
اِنِّيْ لَكُمْ رَسُوْلٌ اَمِيْنٌ ﴿۱۷۸﴾ۙ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوْنِ ﴿۱۷۹﴾ۚ وَمَآ اَسْئَلُكُمْ عَلَيْهِ
مِنْ اَجْرٍ ۚ اِنْ اَجْرِيَ اِلَّا عَلٰى رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۸۰﴾ؕ

اَوْفُوا الْكَيْلَ وَلَا تَكُوْنُوْا مِنَ الْمُخْسِرِيْنَ ﴿۱۸۱﴾ۚ وَزِنُوْا بِالْقِسْطَاسِ الْمُسْتَقِيْمِ ﴿۱۸۲﴾ۚ
وَلَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْيَآءَهُمْ وَلَا تَعْثَوْا فِي الْاَرْضِ مُفْسِدِيْنَ ﴿۱۸۳﴾ۚ

اِس میں، یقیناً بہت بڑی نشانی ہے، لیکن اِن میں سے اکثر ماننے والے نہیں ہیں۔ اور تیرا پروردگار، اِس میں کچھ شک نہیں کہ وہ زبردست بھی ہے اور نہایت مہربان بھی[۱۸۵]۔ ۱۷۴-۱۷۵

اِسی طرح بن والوں[۱۸۶] نے بھی رسولوں کو جھٹلا دیا، جب شعیب نے اُن سے کہا: کیا تم ڈرتے نہیں ہو؟ میں تمھارے لیے ایک رسول امین ہوں، اِس لیے اللہ سے ڈرو اور میری بات مانو۔ میں اِس پر تم سے کوئی صلہ نہیں مانگتا۔ میرا صلہ تو اللہ، رب العٰلمین کے ذمے ہے۔ ۱۷۶-۱۸۰

(میں تم سے کہتا ہوں کہ) پیمانہ پورا بھرو اور کسی کو نقصان دینے والے نہ بنو اور سیدھی ترازو سے تولو اور لوگوں کو اُن کی چیزیں گھٹا کر نہ دو[۱۸۷]۔ اور زمین میں فساد نہ پھیلاتے پھرو

۱۸۵۔ یہ آیت ترجیع ہے۔

۱۸۶۔ پچھلی سورتوں میں بیان ہو چکا ہے کہ شعیب علیہ السلام مدین والوں کی طرف بھیجے گئے تھے۔ یہ بستی ابراہیم علیہ السلام کے صاحبزادے مدیان کے نام پر مدین یا مدیان کہلاتی تھی، جو اُن کی تیسری بیوی قطورا کے بطن سے تھے۔ اِس کے قریب ایک بہت بڑا بن تھا۔ عربی زبان میں جھاڑی اور بن کے لیے 'أیکة' کا لفظ آتا ہے۔ آیت میں اِسی بنا پر اِن کا ذکر 'اَصْحٰبُ لْئَيْكَةِ'، یعنی بن والوں کے الفاظ سے ہوا ہے۔

۱۸۷۔ اُس زمانے کی دو بڑی تجارتی شاہراہیں مدین کے قریب سے گزرتی تھیں، اِس وجہ سے مدین کے لوگوں نے بھی تجارت میں بہت ترقی کر لی تھی۔ چنانچہ اِن کے باطنی فساد کا ظہور ناپ تول میں خیانت اور اشیا

وَاتَّقُوا الَّذِیْ خَلَقَكُمْ وَالْجِبِلَّةَ الْاَوَّلِیْنَ ﴿۱۸۴﴾

قَالُوْٓا اِنَّمَآ اَنْتَ مِنَ الْمُسَحَّرِیْنَ ﴿۱۸۵﴾ وَمَآ اَنْتَ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا وَاِنْ
نَّظُنُّكَ لَمِنَ الْكٰذِبِیْنَ ﴿۱۸۶﴾

فَاَسْقِطْ عَلَیْنَا كِسَفًا مِّنَ السَّمَآءِ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِیْنَ ﴿۱۸۷﴾ قَالَ رَبِّیْٓ
اَعْلَمُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ فَكَذَّبُوْهُ فَاَخَذَهُمْ عَذَابُ یَوْمِ الظُّلَّةِ ؕ اِنَّهٗ كَانَ عَذَابَ

اور اُس (خدا) سے ڈرو جس نے تمھیں پیدا کیا ہے اور تم سے پہلی نسلوں کو بھی۔ ۱۸۱-۱۸۴

اُنھوں نے جواب دیا: کچھ نہیں، تم پر تو کسی نے بری طرح جادو کر دیا ہے (جس سے تمھاری عقل ماری گئی ہے) اور یہ بھی کہ تم ہماری طرح کے ایک آدمی ہی ہو اور ہم تو تمھیں بالکل جھوٹا سمجھتے ہیں۔ ۱۸۵-۱۸۶

سو اگر تم سچے ہو تو آسمان سے ہم پر کوئی ٹکڑا گرا دو[۱۸۸]۔ شعیب نے کہا: میرا رب خوب جانتا ہے جو کچھ تم کر رہے ہو[۱۸۹]۔ بالآخر اُنھوں نے اُسے جھٹلا دیا تو سائبان والے دن کے عذاب نے اُنھیں

میں ملاوٹ کی صورت میں بھی ہوا۔ یہ اِس بات کی علامت تھی کہ پوری قوم کے اندر عدل و قسط کا تصور مختل ہو چکا اور خدا کے قائم بالقسط ہونے کا عقیدہ باقی نہیں رہا۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

”...اِس دنیا کو اللہ تعالیٰ نے ایک میزان کے ساتھ پیدا کیا ہے اور اِسی میزان پر یہ آسمان و زمین قائم ہیں۔ اگر یہ درہم برہم ہو جائے تو یہ آسمان و زمین درہم برہم ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ نظام انسانوں کو یہ رہنمائی دیتا ہے کہ وہ بھی اپنے اندر ہر شعبۂ زندگی میں صحیح میزان کے قیام کا پورا پورا اہتمام رکھیں، ورنہ اُن کا سارا معاشی و معاشرتی نظام درہم برہم ہو کر رہ جائے گا۔“(تدبر قرآن ۵/۵۵۲)

۱۸۸۔ یعنی جس آسمانی عذاب کی دھمکی دیتے رہے ہو، وہ لے آؤ۔ قرآن میں دوسری جگہ مذکور ہے کہ یہی بات قریش مکہ نے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہی تھی۔

۱۸۹۔ یہ تفویض الی اللہ کا کلمہ ہے۔ استاذ امام لکھتے ہیں:

”...مطلب یہ ہے کہ آسمان سے ٹکڑے گرانا میرے اختیار میں نہیں، بلکہ اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ وہ

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com

يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٨٩﴾
اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً ۭ وَمَا كَانَ اَكْثَرُهُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿١٩٠﴾ وَاِنَّ رَبَّكَ لَهُوَ الْعَزِيْزُ
الرَّحِيْمُ ﴿١٩١﴾

آ پکڑا[190] اور اِس میں کچھ شک نہیں کہ وہ ایک ہول ناک دن کا عذاب تھا۔ ۱۸۷-۱۸۹
اِس میں، یقیناً بہت بڑی نشانی ہے، لیکن اِن میں سے اکثر ماننے والے نہیں ہیں۔ اور تیرا پروردگار،
اِس میں کچھ شک نہیں کہ وہ زبردست بھی ہے اور نہایت مہربان بھی[191]۔ ۱۹۰-۱۹۱

تمھاری کارستانیوں سے اچھی طرح باخبر ہے تو میں اِس معاملے کو اُسی کے حوالے کرتا ہوں۔ اُس کی حکمت کا جو تقاضا ہو گا، وہ ظہور میں آئے گا اور بالکل ٹھیک وقت پر ظہور میں آئے گا۔" (تدبر قرآن ۵/۵۵۳)

۱۹۰۔ یعنی اُس دن کا عذاب جس میں غبار اٹھا، بادل امڈ کر آئے اور حاصب کے طوفان نے ایک سائبان کی طرح اُنھیں ہر طرف سے گھیر لیا۔ اِس طرح کے عذاب میں چونکہ آندھی، طوفان، رعد و برق اور چیخنے چنگھاڑنے کی آوازیں، سب اکٹھی ہو جاتی ہیں، اِس لیے دوسرے مقامات میں اِس کو 'رَجْفَة' اور 'صَيْحَة' سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ یہاں اِس کا وہ منظر نگاہوں کے سامنے لانا مقصود ہے، جب یہ دور سے آتا ہوا دکھائی دیا۔ چنانچہ 'عَذَابُ يَوْمِ الظُّلَّةِ' کی تعبیر اِسی رعایت سے اختیار فرمائی ہے۔

۱۹۱۔ یہ آیت ترجیع ہے جو ہر سرگذشت کے بعد اِسی طرح آئی ہے۔

[باقی]

www.al-mawrid.org
www.javedahmadghamidi.com